۴۸واں باب

نبوت کا پانچواں سال (جاری)

کاروانِ نبوّت کی ضعف و غربت سے قوّت اور افزائش کی جانب پیش قدمی

سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کا قبولِ اسلام

۴۸ واں باب

کاروانِ نبوّت کی ضعف و غربت سے قوّت اور عزّت کی جانب پیش قدمی

جیسا پہلے تذکرہ ہوا کہ پانچویں سالِ نبوت کے نصف آخر سے ہی مشرکانہ جاہلی تہذیب کو اپنی ہزیمت کے آثار نظر آنے شروع ہو گئے تھے پھر ساتویں مہینے رجب میں مسلمانوں کا ایک گروپ آزادی کے ساتھ دین پر عمل کرنے اور تبلیغ کرنے کے لیے حبش کی جانب چلا گیا جہاں اُن کی پذیرائی کے پسِ منظر میں قریش نے اپنی معیشت اور مذہبی پیشوائی کے محل کو زمیں بوس ہوتے دیکھا۔ یہاں پہنچنے تک ایک نئی پیش رفت یہ ہوئی کہ یہود اور نصاریٰ کے کان اس دعوت کو سن کر کھڑے ہو گئے نصاریٰ کا ردِّ عمل ہمدردانہ تھا مگر یہود کھلم کھلا مشرکینِ مکّہ کی پیٹھ ٹھونکنے لگے تھے۔ اہلِ ایمان مکّہ میں اب دب کر نہیں رہ رہے تھے، مختلف قبائل میں اُن کے اپنے بڑوں کی جانب سے اہلِ ایمان کو کوسنے یا اپنے عزیزوں کو گھروں میں عزت کے ساتھ قید کر کے رکھنے کا سلسلہ تھا، کیوں کہ اعلانیہ مار پیٹ اور تذلیل کے نتائج سامنے آ گئے تھے، جاہلی اور فرسودہ تہذیب کے علم بردار جان گئے تھے کہ اہلِ ایمان کے ساتھ بے ہودہ روّیوں اور تذلیل و تحقیر کے نتیجے میں اُن کے لیے مکّہ سے نکل کر حبش جانے کا راستہ کھلا ہے۔ عزت واطمنان کے ساتھ مسلمان مہاجرین کے حبش میں قیام نے کشمکش کے منظر نامے کو مسلمانوں کے حق میں تبدیل کر دیا تھا، اب وہ ایک توانا اقلیت تھے جسے نظر انداز کرنا ممکن نہیں تھا۔

مکّہ کی فضاؤں میں حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن مقابلے کا سماں

مکّہ کی فضا میں اب ایک کانٹے کا مقابلہ تھا یہ مقابلہ سخت زمین پر نہیں اعلیٰ دماغوں کے حامل سوچنے والے لوگوں کے ذہنوں میں مستقبل کا منظر نامہ دیکھنے کے لیے تھا۔ قریش نہ آسانی سے اپنی شکست مان سکتے تھے اور نہ ہی بنو ہاشم کو چیلنج کر کے محمدؐ کو قتل کر سکتے تھے، کوشش یہ تھی کہ یا تو

کوئی مصالحت ہو جائے یا کسی طور بنو ہاشم کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جائے۔ دارالندوہ قریش کو اب کوئی نئی تدبیر سجھانے کے لیے بنجر نظر آرہا تھا۔ اچانک ایک واقعے نے اس کانٹے کے مقابلے میں پلڑے کو مسلمانوں کی جانب جھکانا شروع کر دیا۔ نبی ﷺ کے چچا سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب مسلمان ہو گئے۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ ۵ نبوی کے اخیر کا ہے اور اغلب یہ ہے کہ وہ ماہ ذی الحجہ میں مسلمان ہوئے، آپ کے ایمان لانے کے چند روز بعد ۶ نبوی کے اوائل میں سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ایمان لے آئے جس کا تذکرہ اگلی جلد میں ہوگا۔

باطل کا سالار اسلام کا خادم بن جاتا ہے

حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ بھی عجیب ہے، ایمان کا سبب یہ بنا کہ ایک روز ابو جہل کوہِ صفا کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ کو بہت برا کہا اور حد یہ کہ گالیاں بھی دیں۔ رسول اللہ ﷺ، ایک نبی کے شایانِ شان طریقے سے پُر وقار انداز میں خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا لیکن اس نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ آپؐ کے سر مبارک پر ایک پتھر مارا، جس سے آپ کا سر پھٹ گیا اور خون بہہ نکلا۔ عبداللہ بن جُدعان کی ایک لونڈی نے کوہِ صفا پر واقع اپنے مکان سے ابو جہل کی نبی ﷺ پر زیادتی کا یہ سارا منظر دیکھا۔ دن ڈھلے ابو جہل خانہ کعبہ کے پاس قریش کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے معمول کے مطابق کمان حمائل کیے شکار سے واپس تشریف لائے تو حرم کعبہ کی طرف آئے تاکہ طواف کر لیں پھر محفل میں بیٹھیں، اس سے قبل کہ آپ طواف کرتے، عبداللہ بن جُدعان کی لونڈی نے ابو جہل کی ساری کارگزاری اُن کو سنادی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ انتہائی طیش میں آ گئے...... یہ قریش کے سب سے طاقتور فرد تھے۔ پورا قصہ سن کر ایک لمحہ توقف کیے بغیر اس ارادے سے دوڑ لگائی کہ جوں ہی ابو جہل نظر آئے اُس کی قرار واقعی ٹھکائی کر دیں۔ چنانچہ مسجد حرام میں داخل ہو کر سیدھے اس کے سر پر جا کھڑے ہوئے اور اُسے للکارا کہ: تو میرے بھتیجے کو گالی دیتا ہے۔ حالاں کہ میں بھی اسی کے دین پر ہوں، یہ کہہ کر اُس کے سر پر کمان سے اس زور کی ضرب لگائی کہ اس کے سر سے خون پھوٹ نکلا۔ اس پر بنو مخزوم کے لوگ ابو جہل کی طرف سے اور بنو ہاشم کے لوگ حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف لڑنے کے لیے کھڑے ہو گئے

لیکن ابو جہل نے یہ کہہ کے معاملے کو ٹھنڈا کیا کہ ابو عمارہ (حمزہؓ) کو جانے دو۔ میں نے واقعی اس کے بھتیجے کو بہت بری گالی دی تھی۔

حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کر لینے کا اعلان محض اُس قبائلی حمیت کے اظہار کا اعلان تھا جس پر مکّہ کی تہذیب استوار تھی، اُس وقت کے ماحول میں یہ بات کسی بھی قبیلے کی توہین تھی کہ اُس کے کسی فرد کو گالی دی جائے اور اُس کا سر پھاڑا جائے اور اہلِ قبیلہ اُس کا بدلہ نہ لیں۔ تاہم اللہ نے آپؓ کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا اور انھوں نے جس چیز کا اعلان اپنے غصے کے اظہار کے لیے دعوتِ مبازرت دینے کے لیے یونہی کر دیا تھا وہی آپ کے قلب و ذہن کی صدا بن گیا۔ مسلمانوں نے اپنی صفوں میں قریش کے ایک سردار، وہ بھی انتہائی بہادر اور توانا کو پا کر بڑی قوت وطمانیت محسوس کی۔ یوں اس واقعے نے جاہلیت اور اسلام کے درمیان بپا کانٹے کے مقابلے میں پلڑے کو مسلمانوں کی جانب جھکانا شروع کر دیا۔

حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام سے طاقت کے توازن میں تبدیلی آگئی

حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام نے ماحول میں یکایک ایک تبدیلی پیدا کر دی۔ اہلِ ایمان جس طرح تشدد کا نشانہ بن رہے تھے، ماحول ویسا نہیں رہا اور مشرکین نے مسئلے کو حل کرنے کے لیے اِسے نئے سرے سے سمجھنے اور حل کرنے کی کوشش کو مناسب خیال کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے بارے میں کفار کی غلط فہمی

شیطان نے اُن کو اس غلط فہمی مبتلا کیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ساری مہم جوئی اور دعویٰ نبوت کچھ پیسے حاصل کرنے اور اپنی لیڈری چمکانے کے لیے کر رہے ہیں (نعوذ باللہ)۔ در حقیقت شیطان کا داؤ اُن پر ہی چلتا تھا جو اُس کو سننے اور اُس کی جانب 'ہدایت' (ضلالت) یابی کے منتظر رہتے تھے، جن کے دلوں میں خود ایک ٹیڑھ تھی، دلوں کی ٹیڑھ، ٹیڑھی بات کو بخوبی جذب کرتی اور قبول کرتی تھی۔ اُن کے دل اور کان شیطان کے وساوس کے لیے اللہ نے بہت فراخ اور کشادہ receptive کر دیے تھے اور اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا وہ اُنھی کو ضلالت، کنفیوژن اور گمراہیوں کی وادیوں میں بھٹکاتا ہے جو اس

کے لیے خواہش مند ہوتے ہیں۔ جیسے خود جھوٹے اور لالچی تھے دوسرے مصلحین اور مومنین کو بھی ویسا ہی خیال کرتے تھے۔ قریش مسلمانوں کی جمعیت میں روزافزوں اضافہ دیکھ دیکھ کر پریشان ہورہے تھے۔ مسئلے کے حل کے لیے وہ ایک دور کی کوڑی لائے کہ اگر ہم کچھ پیش کریں تو ضرور محمدؐ پیسے اور سرداری کے لالچ میں آجائیں گے (نعوذ باللہ) چناں چہ آپؐ کو دعوت و تبلیغ سے باز رکھنے کے لیے سودے بازی کا ایک پیکج بنا۔ وہ جس نے اپنے چچا سے کہہ دیا تھا، اُس وقت کہہ دیا تھا جب کوئی پیش کش نہیں بلکہ قتل وخون کی دھمکی دی گئی تھی، یاد کریں کہ قریش کی دھمکیوں کے جواب میں آپ ﷺ نے جواباً چچا سے کہا تھا: یا عم واللہ لو وضعوالشمس فی یمینی والقمرفی یساری علی ان اترك هذا الامرحتی یظهره الله او اهلك فیه ما ترکته؛ چچا جان اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی رکھ دیں تو بھی میں دعوتِ دین سے باز نہیں آسکتا! میں اس مشن کو اس حد تک پہنچائے بغیر نہیں چھوڑوں گا کہ یا تو اللہ اسے غالب کردے یا میں اِسی راہ میں اپنی جان دے [اهلك فیه] دوں (او کما قال)۔

کفارِ مکہ کی نبی ﷺ کو دعوتِ توحید سے باز رکھنے کے لیے پُرکشش پیش کش

ایک روز، ایسے وقت کہ رسول اللہ ﷺ مسجدِ حرام میں ایک جگہ اکیلے بیٹھے تھے کچھ فاصلے پر قریش کی محفل میں عُتبہ بن ربیعہ (ابو سفیان کے سسر) بھی بیٹھے تھے، وہ قریش کے مشہور سرداروں میں سے ایک تھے، بولے اے قریش کے لوگو! کیوں نہ میں محمدؐ کے پاس جاکر ان سے بات کرلوں، اوران کے سامنے چند اچھی پیش کشیں رکھوں، ہوسکتا ہے وہ اپنی دعوت اور نبوت کو چھوڑنے کے عوض ہماری کوئی چیز قبول کرلیں (نعوذ باللہ)، اللہ کے نبی کو اللہ سے بے وفائی کے لیے رشوت دینے گئے تھے)۔ تو جو کچھ وہ قبول کرلیں گے، وہ ہم سب مل ملا کردے دلادیں تو اس روز روز کے جھگڑے سے اپنی جان چھڑائیں گے۔

مشرکین نے کہا: ابوالولید! آپ ضرور جائیں اور ان سے بات کیجیے! اس کے بعد عتبہ اٹھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جاکر بیٹھ گیا۔ پھر بولا: بھتیجے! ہماری قوم میں تمہارا جو مرتبہ ومقام ہے اور جس بلند حسب نسب سے تم ہو، وہ تو تمھیں معلوم ہی ہے مگر اب تم اپنی قوم میں ایک بڑا [حیران

کن وپریشان کن اور عجیب نا قابلِ قبول] دعویٰ لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے ہو، جس کی وجہ سے تم نے قوم میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ ہماری عقلوں اور تہذیب کو جہالت وحماقت قرار دیا ہے۔ قوم کے معبودوں اور قومی تہذیب وتمدن اور شعائر میں عیب چینی کی اور گزرے ہوئے آباء واجداد کو بھی غلطی پر گام زن گم راہ لوگوں میں گنتے ہو۔ لہٰذا میری بات سنو! [تنازع کو عمدہ طریقے سے ختم کرنے اور جھگڑے کو نبٹانے کے لیے] چند تجاویز تمھارے سامنے لایا ہوں، ان پر غور کرو۔ شاید کوئی بات تمھیں پسند آئے اور تم قبول کرلو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوالولید کہیے! میں ضرور سنوں گا۔ ابوالولید نے کہا بھتیجے! یہ دعویٰ نبوت جو تم نے کیا ہے اگر اس سے تم یہ چاہتے ہو کہ مال ودولت حاصل کرو تو ہم تمہارے لیے اتنا مال جمع کیے دیتے ہیں کہ تم ہمارے درمیان سب سے زیادہ امیر ہو جاؤ اور اگر تم سرداری چاہتے ہو کہ عزت ومقام تمھیں مل جائے تو ہم تمھیں اپنا سردار تسلیم کر لیتے ہیں، اور یہاں کسی بھی معاملہ کا فیصلہ تمھاری مرضی کے بغیر نہ کریں گے اور اگر تم چاہتے ہو کہ مکّہ کے بادشاہ بن جاؤ تو ہم تمھیں اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں اور اگر یہ سب کچھ نہیں بلکہ تم پر کسی جن بھوت کا سایہ ہے جسے تم دیکھتے ہو لیکن اپنی جان اُس سے نہیں چھڑا پاتے تو ہم تمہارے لیے اس کا علاج تلاش کیے دیتے ہیں اور اس کام کے لیے جتنا پیسہ درکار ہو خرچ کرنے کے لیے تیار ہیں یہاں تک کہ تم صحت یاب ہو جاؤ۔ کیوں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جن بھوت انسان پر غالب آجاتا ہے اور اس کا علاج کروانا پڑتا ہے۔

عتبہ نے یہ باتیں کیں اور رسول اللہ ﷺ نے توجہ سے سنیں۔ جب وہ خاموش ہو گیا تو آپؐ نے اُس سے پوچھا: ابوالولید آپ کو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے؟ اس نے کہا، ہاں۔، آپؐ نے فرمایا اچھا، اب میری بات غور سے سنو۔ اس کے بعد آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ کی تلاوت شروع کی (ہم اسے جلد چہارم میں لائیں گے) عتبہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے زمین پر ٹیکے ٹکٹکی باندھے غور سے سنتا رہا۔ جب آپ ﷺ تلاوت کرتے ہوئے آیت : فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ (اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تمھیں عاد اور ثمود کے عذاب جیسے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں) پر پہنچے تو عتبہ نے بے

اختیار آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا "خدا کے لیے اپنی قوم پر رحم کرو"۔ بعد میں اُس نے سرداران قریش کے سامنے اپنے اس فعل کی وجہ یہ بیان کی کہ "آپ لوگ جانتے ہیں، محمدؐ کی زبان سے جو بات نکلتی ہے پوری ہو کر رہتی ہے، اس لیے میں ڈر گیا کہ کہیں ہم پر عذاب نازل نہ ہو جائے"۔ آپ نے یہ سورۃ ۳۸ ویں آیتِ سجدہ تک تلاوت کی، یہاں پہنچ کر آپؐ نے سجدہ کیا، پھر سر اٹھا کر فرمایا: "اے ابوالید، میرا جواب آپ نے سن لیا، اب آپ جانیں اور آپ کا کام"۔

قریش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی طرف مائل کرنے میں ناکام ہو گئے

عتبہ اٹھ کر سردارانِ قریش کی محفل کی طرف نڈھال چال سے چلا تو لوگوں نے دور سے اس کو دیکھتے ہی کہا: واللہ، عتبہ کا چہرہ بدلا ہوا ہے، یہ وہ شکل نہیں ہے جو شکل یہ لے کر گیا تھا۔ پھر جب وہ آ کر اُن کے درمیان بیٹھا تو لوگوں نے کہا: کیا سُن آئے؟ اُس نے کہا: "واللہ، میں نے ایسا کلام سنا کہ اس سے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ خدا کی قسم، نہ یہ شعر ہے، نہ سحر ہے نہ کہانت۔ اے سردارانِ قریش، میری بات مانو اور محمدؐ کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ میں ڈرتا ہوں کہ یقیناً یہ کلام کچھ رنگ لا کر رہے گا۔ فرض کرو، اگر عرب اس پر غالب آ گئے تو اپنے بھائی کے اوپر ہاتھ اٹھانے سے تم بچ جاؤ گے اور دوسرے اس سے نمٹ لیں گے۔ لیکن اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کی بادشاہی تمہاری بادشاہی، اور اس کی عزت تمہاری عزت ہی ہو گی۔" سرداران قریش اس کی یہ بات سنتے ہی بول اٹھے: "ولید کے ابّا، آخر اس کا جادو تم پر بھی چل گیا۔" عتبہ نے کہا، میری جو عقل میں آیا وہ میں نے تمھیں بتا دیا، اب تمہارے جو جی میں آئے کرتے رہو۔

اس قصے کو سیرۃ ابن ہشام میں پڑھا جا سکتا ہے، آسانی سے تفہیم القرآن میں سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ کے زمانہ نزول پر لکھی تحریر مطالعہ کی جا سکتی ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے: تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۹۰۔۹۱۔ البدایہ والنہایہ، ج ۳، ص ۶۲ (بحوالہ تفہیم)۔

☆☆☆☆